آڑھتی کا مالک کی اجازت کے بغیر کمیشن سے زائد رقم رکھنا کیسا ؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید آڑھت کا کام کرتا ہے، اس کے پاس لوگ اپنے باغات کے آم بیچنے کے لئے بھیجتے ہیں، تو وہ آم فروخت کروانے پر عرف کے مطابق کمیشن لیتا ہے، اور اس کے ساتھ مزید کچھ رقم آم کے مالکان کو بتائے بغیر اس کام کے لئے رکھ لیتا ہے کہ جن لوگوں کو آم فروخت کیے ہیں، ان آم کی پیٹیوں میں سے جو آم خراب نکلے، ان کے بدلے ان کو یہ رقم دوں گا اور اگر آم خراب نہ نکلے تو یہ رقم اگلے سال جن لوگوں کے آم خراب نکلیں گے، ان کو دوں گا، اپنی ذات پر اس کو خرچ نہیں کروں گا، مثلاً زید 5 لاکھ میں آم بیچتا ہے، 25 ہزار کمیشن رکھتا ہے اور 50 ہزار اضافی رکھ لیتا ہے، اور 4 لاکھ 25 ہزار مالکان کو دیتا ہے اور ان کو یہ بیان کرتا ہے کہ آپ کے پھل اتنے (4 لاکھ، 25 ہزار) میں ہی فروخت ہوئے ہیں، زید کا ایسا کرنا کیسا؟

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

شریعت کی رُو سے آڑھتی صرف اُجرتِ مثل (اس کام پر جتنی کمیشن منڈی میں رائج ہو) کا حقدار ہوتا ہے، اس سے زیادہ رقم رکھنا اس کے لئے جائز نہیں ہوتی اور پھلوں کے مالکان کو بتائے بغیر یا جھوٹ بول کر اضافی رقم رکھنا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ زید پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس قبیح فعل سے توبہ کرے اور آئندہ بچنے کا پختہ ارادہ کرے، نیز زید پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ یہ اضافی رقم پھلوں کے مالکان تک پہنچائے۔

<u>آم خریدنے والوں کو آم خراب نکلنے پر رقم دینے کا درست حل :</u> آم خریدنے والوں کو خیارِ عیب حاصل ہونے (آم کی پیٹیوں میں سے خراب آم نکلنے) پر دی جانے والی رقم کے لئے زید کو شرعاً درست طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ وہ آم کے مالکان کو بتا دے کہ آم خراب نکلنے پر رقم آپ نے ادا کرنا ہوگی، یا اس مد میں، میں نے اتنی رقم رکھی ہے، جو آم خراب نہ نکلنے کی صورت میں قابلِ واپسی ہوگی، تو یہ طریقہ شرعاً جائز ہے اور یہ بھی تب ہے کہ جب مالک کی ملکیت میں رہتے ہوئے

خرابی پیدا ہوئی ہو، یہ نہیں کہ بیچنے کے بعد خریدار نے وقت پر مال نہیں اٹھایا اور اب خرابی پیدا ہوئی تو اس کا ذمہ دار، مالک ہرگز نہیں۔

جھوٹ بولنا منافقت کی علامت ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان“ ترجمہ: منافق کی تین علامتیں ہیں: (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (2) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، (3) اور جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 01، صفحہ 56، مطبوعہ دار الطباعۃ العامرۃ، ترکیا)

مسلمان کو دھوکہ دینے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالایمان: فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے، مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔ (القرآن الکریم، پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 09)

صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، المعجم الکبیر للطبرانی اور سنن ابی داؤد وغیرہا کتبِ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لیس منا من غشنا“ ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمیں دھوکہ دے۔ (سنن ابی داؤد، جلد 5، صفحہ 323، دار الرسالہ)

کسی مسلمان کا مال باطل طریقے سے حاصل کرنے کی ممانعت کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 188)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے: ”والمعنی: لا یاکل بعضکم مال اخیہ بغیر حق، فیدخل فی ھذا: القمار والخداع والغصوب۔۔۔ وغیر ذلک“ ترجمہ: اور (اس آیت کا) معنی یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائے، اس عموم میں جوا، دھوکا دہی اور غصب۔۔۔ وغیرہ سب داخل ہیں۔ (تفسیر قرطبی، جلد 2، صفحہ 338، مطبوعہ دار الکتب، القاھرہ)

علامہ ابو المعالی بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں: ”والغدر حرام“ ترجمہ: اور دھوکہ دینا حرام ہے۔ (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، جلد 2، صفحہ 363، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مشتری کو خیارِ عیب حاصل ہونے کے متعلق صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کردی، تو معلوم ہونے کے بعد واپس کرسکتے ہیں، اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں، خیارِ عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقتِ عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا، تو پھیر دینگے، کہا ہو یا نہ کہا ہو، بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (بہارِ شریعت، جلد2، حصہ 11، صفحہ 673، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0061

تاریخ اجراء: 27 صفر المظفر 1447ھ/22 اگست 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net